کی منظر عام پر آنا بیان ہی کافی ہے۔ پھر حضرت شیخ کے اُن علوم میں جو ممیزات و مختصات ہیں اور اس
سلسلہ میں آپ نے جو قلمی اور درسی خدمات انجام دی ہیں اُن کا ذکر بسط و تفصیل سے ہے اور
ساتھ ہی قاعدہ اُن سے متعلق مصنفات اور علم و نظر کی جو تازہ تبدیلیاں ہیں اُن کا بھی خلاصہ دیے گئے
ہیں۔ آخر میں مرحوم کے دیگر کمالات یعنی تجدید پانچ السنۂ عربی اور فارسی میں تحریر و تصنیف کی اعلیٰ
قابلیت، شعر گوئی، سیاسی فکر، اصابتِ رائے اور حق گوئی وغیرہ کا تذکرہ ہے اور وہ بھی مدلل
و مبرہن، مبسوط اور مفصل۔ اس طرح حضرت مرحوم کے کمالات علمیہ و ادبیہ کا یہ تذکرہ سات سو
صفحات کی ضخیم کتاب کی شکل میں تمام ہوا ہے جو بے شبہ معلومات کا ذخیرہ بھی ہے اور بصیرت افروز بھی
اس کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ لائق مصنف نے حضرت مرحوم کی تمام چھوٹی بڑی تصانیف
اور مقالات اور تقاریر و خطبات کے فراہم کرنے اور اُن کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے اور پھر
اپنے خیالات و افکار کو مرتب کرنے میں بڑی محنت و کاوش کی ہے۔ فجزاہ اللہ عنا
احسن الجزاء۔ زبان و بیان شگفتہ، مؤثر اور دلنشین ہے۔ خدا کرے کہ اس دوسری جلد کی طرح
ثانی بھی جلد شائع ہو اور ایسی ہی کامیاب ہو۔

سکھ مسلم تاریخ حقیقت کے آئینہ میں | از: جناب ابو الامان امرتسری۔

تقطیع کلاں، ضخامت ۴۴۴ صفحات، کتابت و طباعت بہتر، قیمت مجلد سترہ روپے آٹھ آنے۔ پتہ: ادارہ ثقافت اسلامیہ پاکستان ۲۔ کلب روڈ لاہور۔

انگریزوں نے تہذیب ہندوستان میں مسلمانوں کے دورِ حکومت سے متعلق بعض سیاسی
اغراض سے جو غلط سلط تاریخیں لکھی گئی ہیں اُن کا جہاں ایک طرف نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو مسلمانوں
کے تعلقات خراب ہو گئے دوسری جانب اُن کا ایک اثر یہ بھی ہوا کہ سکھوں میں مسلمان
بادشاہوں کے خلاف [illegible] کے ایسے افسانے عام ہو گئے جن کی تاریخی اعتبار سے کوئی اصل و بنیاد
نہیں ہے۔ [illegible] سکھوں میں عام طور پر [illegible] یہ ہے
[illegible] مذہبی تعصب کی بنا پر قتل کرایا

(۲) اورنگ زیب نے سکھوں کے نویں گورو تیغ بہادر کو دہلی بلایا اور اسلام قبول نہ کرنے کے جرم میں چاندنی چوک میں قتل کرا دیا۔

(۳) سرہند کے صوبہ دار کے حکم سے گورو گوبند سنگھ جی کے دو شیر خوار اور بے گناہ بچے محض اس جرم میں دیوار میں زندہ چنوا دیئے کہ وہ گورو صاحب کے بچے ہیں اور اسلام قبول کرنے سے انکار کرنے میں۔

سکھوں میں یہ تینوں باتیں اس درجہ مشہور ہیں کہ وہ اب بھی اپنے مذہبی اجتماعات و تقریبات میں ان کا برملا اظہار کرتے ہیں اور اس کا اثر سکھوں اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات پر جیسا کچھ بھی ہو سکتا ہے وہ ظاہر ہے۔ لیکن بڑی خوشی کی بات ہے کہ جناب ابوالامان صاحب امرتسری نے زیر تبصرہ کتاب میں نہایت قوی اور ناقابل تردید دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ تینوں الزامات بالکل بے بنیاد اور لغو ہیں اور تاریخی اعتبار سے ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس کتاب کی بڑی خوبی یہ ہے کہ چونکہ لائق مصنف گورمکھی زبان کے بھی بڑے فاضل ہیں۔ اور اس بنا پر سکھ لٹریچر کا اُن کا مطالعہ بڑا وسیع اور محققانہ ہے اس لیئے انھوں نے جو کچھ لکھا ہے اس کا بڑا اور اصل ماخذ سکھوں کا قدیم و جدید لٹریچر ہے جس کے اقتباسات کتاب کے ہر صفحہ پر بکھرے ہوئے ہیں۔ مزید تائید کے لیئے انگریزی۔ فارسی اور اردو کی کتب تاریخ اور مجلات و رسائل کے بھی حوالے ہیں۔ انداز بیان شستہ اور سنجیدہ و متین ہے۔ کہیں بھی سنجیدہ تاریخ نگاری کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا ہے۔ سکھوں کے مذہبی پیشواؤں کے نام عزت سے لیئے ہیں اور کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے طنز یا دلآزاری کا پہلو نکلتا ہو، اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد ان الزامات کی بے حقیقی میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا اور یہ بات بالکل صاف ہو جاتی ہے کہ یہ تینوں الزامات جہانگیر اور اورنگ زیب کی وفات کے بہت عرصہ بعد خاص اغراض سے گھڑے گئے اور تاریخوں میں جلی طور پر داخل کیئے گئے ہیں۔ اگرچہ جگہ جگہ اقتباسات کی کثرت اور بعض مضامین کی غیر ضروری تکرار کی وجہ سے